OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴿Journal of Islamic Studies﴾
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2022
DOI:10.51665/al-duhaa.003.01.0194, PP: 550-568

آیات عقائد میں غلام احمد پرویز کے تفسیری اصول کا تنقیدی و تقابلی جائزہ

A Critical and Comparative Review of Ghulam Ahmed Pervez's Interpretive Principal in Beliefs Verses

Published: 01-06-2022
Accepted: 15-05-2022
Received: 31-12-2021

Dildar Ahmad
PhD Scholar Faculty of Social Sciences Department of Islamic Studies (NIML) National University of Modern Languages Islamabad
Email: dildarjan777@gmail.com
https://orcid.org/0000-0003-1945-913X

Muhammad Ismaeel Sulaimani
Lecturer, Balochistan University of Information Technology Engineering and Management Sciences (BUTMS) Balochistan
Email: m.ismail.sulaimani@gmail.com
https://orcid.org/0000-0002-3110-3909

Abstract

This article examines a critical and comparative study of Ayat-e-Aqeedah in Ghulam Ahmad Pervez's Tafseer Matalib-ul-Furqan. Allama Pervez's style is rational and scientific. In the most verses of the Qur'an, he has used rational approach instead of narrative one. Consequently, there was a deviation from the accepted principle in Islamic Beliefs. Furthermore, Pervez Sahib has adopted his favorite commentary principles. This article mentions some of the arguments taken from his commentary which are contrary to the general interpretation of the verses of the beliefs, such as not acknowledging the authenticity of Hadith, denial of destiny (Taqdeer), scientific analysis of miracles, Heaven and Hell are metaphorical and the Ascension of the Prophet (PBUH) is seen as a dream. The conclusion is that the beliefs of Ghulam Ahmad Pervez Sahib are against the accepted beliefs of the majority of the Ummah.

Keywords: *Ghulam Ahmed Pervez, Interpretive Principal, Beliefs Verses.*

CC BY

مفسر مطالب الفرقان کا ایک مختصر تعارف

جناب غلام احمد پرویز صاحب ایک متدین گھرانے کے چشم وچراغ تھے آپ کی پیدائش 9 جولائی 1903ء کو (موجودہ مشرقی پنجاب) کے ضلع گورداسپور کے ایک دینی گھرانے میں ہوئی۔[1]

پرویز صاحب نے اپنے دادا چوہدری رحیم بخش کے علاوہ حافظ محمد اسلم جیراج پوری سے کسب فیض کیا۔ ان کے علاوہ جن سے بھی انہوں نے اکتساب علم کیا وہ باقاعدہ اور باضابطہ یا بالمشافہ طور پر نہیں بلکہ ان کی کتب اور لٹریچر کے توسط سے کیا۔ ایسی ہستیوں میں سر سید احمد خان، مولوی چراغ علی، عنایت اللہ اثری، خواجہ احمد دین امر تسری وغیرہ شامل ہیں۔

کتب بینی کے ذریعہ استفادہ کو اگر مزید وسعت دی جائے تو اس میں ایسی شخصیات بھی آجاتی ہیں جن کے خلاف اسلام اعتراضات کو پرویز صاحب نے نئی آب وتاب کیساتھ "عجمی اسلام" کے خلاف اپنے "عقلی دلائل" کی حیثیت سے پیش کیا ہے، چنانچہ احادیث رسول کے بارے میں پرویز صاحب جو کچھ کہا کرتے تھے وہ دراصل ان ہی شکوک وشبہات اور اعتراضات ومطاعن کا چربہ ہے جو یا تو غیر مسلم ناقدین حدیث (مثلاً گولڈزیہر، شاخت وغیرہ) نے یا ان سے متاثر ہونے والے نام نہاد مسلم "دانشوروں" نے پیش کیے ہیں، اسی طرح معاشی میدان میں جس نظام کو وہ "قرآنی ربوبیت" کہا کرتے تھے وہ بھی دراصل کارل مارکس اور لینن کے پیش کردہ نظام ہی کا چربہ ہے۔[2]

جناب غلام احمد پرویز صاحب نے 1924ء میں پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کرکے 1927ء میں حکومت ہند کی سیکرٹریٹ میں وزارت داخلہ کی ملازمت اختیار کرلی۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان منتقل ہوگئے اور 1955ء میں ملازمت سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی۔ اپنے افکار کی اشاعت کیلئے لاہور میں ایک ادارہ "طلوع اسلام" قائم کیا، اور وہیں لاہور میں 1985ء میں وفات پائی۔

ان کی جن تحریروں کو شہرت ملی ان میں سے ایک رسالہ "میکانکی اسلام" بھی تھا۔ کچھ عرصہ کیلئے پرویز دارالمصنّفین اعظم گڑھ کے معروف مجلّہ معارف میں بھی لکھتے رہے اور ان کا ایک مقالہ جو انہوں نے ابوالکلام آزاد کی تفسیر پر نقد میں لکھا تھا اور جنوری 1933ء کی اشاعت میں چھپا تھا اس کو بھی کافی شہرت حاصل ہوئی تھی، لیکن ان کے زیادہ تر نظریات درج ذیل کتابوں میں ذکر ہیں:

(1): لغات القرآن: یہ قرآن حکیم کی لغوی تفسیر ہے جو کہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

(2): مفہوم القرآن: یہ قرآن حکیم کا ترجمہ ہے جو 3 جلدوں پر مشتمل ہے۔

(3): مطالب الفرقان: پرویز کی یہ مفصل تفسیر ہے جو ان کے دروس سے جمع کی گئی ہے اب تک اس کی 7 جلدیں طبع ہوچکی ہیں جو سورت الفاتحہ سے سورت الحجر تک کی تفسیر پر مشتمل ہیں۔

ان تفاسیر قرآن کے علاوہ دیگر مشہور کتب کی فہرست کچھ یوں ہے:

(4) من ویزداں (5) ابلیس وآدم (6) جوئے نور (7) برق طور (8) شعلہ مستور (9) معراج انسانیت (10) مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں (11) ماہنامہ طلوع اسلام (12) سلیم کے نام خط (13) ختم نبوت اور تحریک احمدیت (14) اسلام کیا ہے؟ (15) کتاب التقدیر (16) قرآنی فیصلے (17) اسباب زوال امت یہ وہ مشہور کتابیں تھی جن کا نام اکثر لیا جاتا ہے ان کے

علاوہ کچھ اور کتابیں بھی ہیں جو کہ غیر معروف و مشہور ہیں۔

عقائد وافکار:

غلام احمد پرویز صاحب منکرین حدیث میں سب سے اہم شخصیت تسلیم کئے جاتے ہیں۔آپ حافظ محمد اسلم جیراجپوری کے فیض یافتہ ہیں ہوم ڈیپارٹمنٹ میں سیکشن آفیسر کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے،علامہ محمد اقبال کے شیدائی تھے آپ ماہنامہ "طلوع اسلام" کے ذریعے اپنے افکار و نظریات کی خوب نشرواشاعت کرتے رہے۔

آپ مغربی مفکرین کے افکار و نظریات سے گہری دلچسپی رکھتے تھے اور اپنے مافی الضمیر کی تشریح کیلئے بکثرت ان کے اقتباسات پیش کرتے تھے بعد میں قرآنی آیات لکھ کر ان افکار پر فٹ کردیتے تھے آپ نے اپنے افکار و نظریات کی مکمل وضاحت کیلئے ماہنامہ "طلوع اسلام" از کراچی و لاہور کو ادارہ کی شکل دی اس ادارہ نے آپ کی بہت سی تصانیف کو شائع کیا ہے۔[3]

پرویز صاحب اپنی زندگی کو تین ادوار میں تقسیم کرتے ہیں جن کی نمایاں خصوصیات تقلید، تنقید اور تجدید ایمان ہیں۔ خود لکھتے ہیں:

> "میری زندگی کا پہلا تہائی حصہ، اندھی عقیدت کا تھا، اس زمانے میں، میں بھی اسی قسم کی باتیں محض تقلیداً کرتا تھا، اس کے بعد میری زندگی کا تنقیدی دور آیا جس میں اندھی عقیدت کا تراشیدہ ایک ایک بت پاش پاش ہو کر رہ گیا، یہ لا کا دور تھا، جس میں ہر اس عقیدے کی نفی ہوتی چلی گئی جسے بلا سوچے سمجھے اختیار کر رکھا تھا اور اس کے بعد میری زندگی کا تیسرا دور شروع ہوا جس میں، میں نے جس عقیدہ کو بھی مانا، علی وجہ البصیرت مانا اس طرح یوں کہیے کہ قرآن عظیم کی صداقتوں پر از سرنو ایمان لایا۔"[4]

1962ء میں جملہ مکاتب فکر عرب و عجم کے علماء کرام نے، پرویز صاحب اور ان کے ہم مسلک افراد پر کفر کا فتوی عائد کیا کہ "غلام احمد پرویز کو اپنے عقائد و نظریات کی وجہ سے کافر قرار دیا جاتا ہے"[5]

جناب غلام احمد پرویز صاحب نے اپنی زندگی کی تقریبا بیاسی بہاریں دیکھی، طلوع اسلام میں آپ کی تاریخ پیدائش کے متعلق لکھا ہے کہ آپ مختصر بیماری کے بعد 24فروری 1985 کو شام چھ بجے انتقال کر گئے۔

تعارف تفسیر مطالب الفرقان:

جناب غلام احمد پرویز کی تفسیر مطالب الفرقان پورے قرآن کی تفسیر نہیں ہے۔ بلکہ ابتدائے قرآن (سورۃالفاتحہ) سے لیکر سورۃالحجر تک حصہ قرآن کی تفسیر ہے جو سات جلدوں پر مشتمل ہے اور یہ پرویز صاحب کے ہفتہ وار درس قرآن کا سلسلہ، اگرچہ قیام پاکستان کے بعد کراچی ہی میں آغاز پذیر ہو چکا تھا اور لاہور منتقل ہونے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ لیکن یہ معلوم نہ ہو پایا کہ زندگی میں کتنی مرتبہ انہوں نے پورے قرآن کا درس دیا۔ قرائن کی روشنی میں ظن غالب یہ ہے کہ وہ دو مرتبہ اس سلسلہ درس کی تکمیل کر چکے تھے۔[6]

انداز واسلوب تفسیر:

پرویز صاحب نے اپنی تفسیر میں جو اسلوب رکھا ہے وہ عموما سائنسی اور عقلی ہے، وہ ہر آیت کریمہ کو عقل کے زاویہ نگاہ سے جانچتے ہیں، مزید یہ کہ خرید و فروخت کے مسائل میں مغربی فلسفے سے زیادہ مرعوب ہیں، ہر آیت کی ایسی انداز میں تشریح

وتفسیر کرتے ہیں گویا وہ مغربی معاشی فلسفے کی عکاس ہے،اس کے علاوہ پرویز صاحب کااسلوب تفسیر کچھ اصولوں پر مبنی ہے، مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے:

1۔پرویز صاحب جدت پسندی کے قائل اور متقدمین مفسرین سے نالاں نظر آتے ہیں۔

2۔قرآن کی تفسیر کامدار عقل اور سائنسی علوم پر رکھاہے۔

3۔ان کے تفسیری اصول جدت کی آمزش سے بھرپور اور امت مسلمہ سے الگ تھلگ اور منفرد ہیں۔

4۔ان کی تفسیر میں معتزلہ کے عقائد اور عقلیت پسندی کا بھی کچھ رجحان پایا جاتا ہے۔

5۔وہ اپنی تفسیر میں روسی اشتراکیت کے بالکل حامی نظر آتے ہیں، کارل مارکس کی اشتراکیت پر مبنی اپنے عقلی فلسفہ اور فکر کو پروان چڑھانے کے لئے پرویز صاحب نے قرآنی نظام ربوبیت کا باقاعدہ ایک خاص فلسفہ ایجاد کیا۔

وہ جابجا امت کے مسلمہ مفسرین پر گرفت کرتے ہیں،ان کے گرفت کے طریقے مختلف ہیں:

1۔ان مفسرین نے اصول قائم نہیں کیے۔

2۔ان کا زیادہ ترمدار روایات پر ہے جو کہ خود محدثین کے یہاں بھی موضوع ہیں۔

3۔یہ نسخ کے قائل ہیں اور محکم کو بھی منسوخ قرار دیتے ہیں۔

4۔یہ لوگ اپنے دماغوں سے کام نہیں لیتے گزشتہ لوگوں کے اقوال نقل در نقل کرتے چلے آرہے ہیں۔

5۔ان کو قرآنی حقائق کی جستجو کم اور غیر متعلق باتوں کی جستجو زیادہ ہوتی ہے۔[7]

غلام احمد پرویز صاحب کے تفسیری اصول:

فکر پرویز کے شارح اور ناقد ڈاکٹر محمد دین قاسمی کے بقول پرویز صاحب نے اپنی اس تفسیر میں کسی مقام پر بھی ان اصولوں کو یک جا کرکے بیان نہیں کیا جن اصولوں کی روشنی میں جناب پرویز صاحب نے اپنی تفسیر کو مرتب کیاہے۔ وہ ایک مقدمہ ہے یہ مقدمہ پرویز صاحب نے نہیں بلکہ ان کے استاد جناب محمد اسلم جیراج پوری کا لکھاہواہے۔ یہ اصول درج ذیل ہیں:

(1): قرآن کریم کی تفصیل خود قرآن ہی میں ہے اور وہ مفصل کتاب ہے۔[8]

(2): آیات کی تشریح میں روایات سے مدد لی جاسکتی ہے لیکن چونکہ روایات غیر یقینی اور ظنی ہیں اس لیے ان پر تفسیر کامدار نہیں رکھا جاسکتاہے۔[9]

(3): اختلاف قراءۃ سے مکمل گریز شاذ قراءتیں، قرآن میں اضافے ہیں، جو کسی طرح بھی تسلیم کے قابل نہیں ہیں۔[10]

(4): حدود الفاظ قرآن سے تجاوز نہ کیاجائے۔ ایسا کرنا بڑی غلطیوں کا موجب بن سکتاہے۔ بقول قاسمی صاحب فاضل مصنف نے اکثر وبیشتر مقامات پر اسے نظرانداز کرتے ہوئے قرآنی الفاظ کی حدود سے تجاوز کیاہے۔[11]

(5): دور نزول قرآن کے معنی ہی کا اعتبار کرنا، لغات مسلمہ ہیں، مگر وہ حتمی دلیل نہیں ہے۔[12]

بقول قاسمی صاحب، پرویز صاحب نے خود قرآنی مفردات میں ایسے نوخیز معانی تصورات داخل کردیئے جن کا دور نزول

قرآن کے معانی سے کوئی واسطہ نہ تھا۔

(6): نسخ آیات سے مکمل اجتناب، قرآن کی آیات میں سے ایک بھی منسوخ نہیں ہے۔ اور جن لوگوں نے روایات سے آیات کو منسوخ قرار دیا ہے انہوں نے قرآن پر بڑا ظلم کیا ہے۔

جن آیات کو جمہور علماء، ناسخ و منسوخ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں انہی کو پرویز صاحب خود "عبوری دور کے احکام" کے نام سے بیان کرتے ہیں۔ ان دونوں میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے۔ یہ محض ایک لفظی نزاع تھا جس کو عمر بھر موضوع بحث بنائے رکھا گیا۔ پرویز صاحب نے علماء کے حوالے سے ناسخ و منسوخ کا ایک ایسا مفہوم اپنے ذہن میں جما رکھا تھا جو خود علمائے کرام کو بھی تسلیم نہ تھا۔ اسی غلط مفہوم کے باعث انہوں نے یہ لکھا:

"قرآن پاک کی کوئی آیت ایسی نہیں ہے، جو منسوخ ہو۔"[13]

منسوخ کی تعریف کرتے ہوئے کہا:

"منسوخ اسے کہتے ہیں جو ہمیشہ کیلئے ساقط ہو جائے اور کبھی نافذ نہ ہو سکے قرآن میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے۔"[14]

پرویز صاحب کا قول ہے کہ علماء و مفسرین میں سے جو لوگ نسخ کے قائل ہیں ان کے نزدیک بھی کوئی حکم، اس معنی میں منسوخ نہیں ہے کہ "وہ ہمیشہ کیلئے ساقط ہو جائے اور کبھی نافذ نہ ہو سکے۔

یہ کچھ بنیادی اصول اور قواعد وضوابط ہیں جن کی بنیاد پر آپ نے اپنی تفسیر کا اسلوب رکھا ہے، اور انہی اصولوں کو اپنا منہج بنا کر تفسیر کرتے رہے ہے، گویا کہ یہی آپ کے پوری تفسیری نوٹ کا خلاصہ اور لب لباب ہے، جن ناقدین نے آپ پر جرح یا تعدیل کی ہے انہوں نے انہی چیزوں کو بنیاد بنایا ہے۔

مطالب الفرقان میں عقائد اور عقلیت پسندی:

پرویز صاحب جب اور جہاں کوئی بات کرتے ہیں یا کوئی تفسیر بیان کرتے ہیں وہ عقل کو قرآنی فکر کی روح رواں سمجھتے ہیں، مگر یہ بات عقائد کے میدان میں کچھ زیادہ ہے یعنی عقائد میں عقل پر کچھ زیادہ زور دیتے ہیں، اور پرویز صاحب کی بیشتر کتابوں میں اس کی جھلک نمایاں دکھائی دیتی ہیں، ہر چند پرویز زبانی طور پر عقل کے مقابلہ میں وحی کی برتری کے قائل ہیں لیکن عملاً اپنے کسی مخصوص نظریہ کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش میں تاویلات سے کام لیتے ہیں۔

انکار حدیث:

عقلیت پسند حضرات خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید تمام نے سب سے پہلے اپنے مذعومہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے حدیث کو راہ سے ہٹانے کی کوشش کی ہے یہی روش جناب پرویز احمد صاحب اور اس کے ہمنواؤں کی بھی ہے انہوں نے عقل کے لبادے میں اسلامی عقائد پر جو وار کیے ان میں سب سے کاری وار حدیث کی حجیت پر ہے، ان کے تمام فاسد نظریات کے سامنے چونکہ احادیث مبارکہ سد راہ ہیں، جناب غلام احمد پرویز صاحب نے نبی کو دو حیثیتیں دیں پہلی یہ کہ نبی پر جب وحی آتی ہے تو اس واسطے سے یہ نبی ہوا جو نہی وحی ختم ہوتی ہے اب وہ نبوت کے منصب کو چھوڑ کر صرف اور صرف بشر ہے لہٰذا بشر ہونے کی وجہ سے اس سے سہو اور غلطی کا امکان ہے جس کی وجہ سے اس کی بات کو تسلیم کرنا اور اسے شریعت کا جزء ماننا کوئی ضروری نہیں ہے مطالب الفرقان میں لکھتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی نبوی اور بشری حیثیت میں نمایاں فرق کر دیا ہے، نبی کی حیثیت سے آپ پر وحی نازل ہوتی تھی جس میں آپ کی مرضی یا خیال وخواہش کا کوئی دخل نہیں ہوتا تھا لیکن اس کے بعد آپ جو کچھ ارشاد فرمایا کرتے یا فیصلے کرتے وہ آپ کی بشری حیثیت سے تھا جس میں اجتہادی سہو کا امکان تھا۔"[15]

یہاں پہلی بات یہ ہے کہ قرآن کریم میں وہ کونسا مقام ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کو دو حیثیتیں دی ہوں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو مطلق ہے:

"وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ"[16]

"اور یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔"

اب یہاں پرویز صاحب یہ توجیہ کر سکتے ہیں کہ یہاں تو قرآن مراد ہے یعنی جب نبی قرآن پڑھ کے سناتا ہے تو اس میں اپنی خواہشات کی پیروی نہیں کرتا مگر یہ توجیہ قابل قبول نہیں کیونکہ جمہور مفسرین نے اس کے خلاف لکھا ہے وہ نبی ﷺ کے ہر قول کو اس میں شامل کرتے ہیں جیساکہ تفسیر مظہری میں ہے:

"وَما يَنْطِقُ بالقران ولا بغيره عن الهوى يعنى لم يتقول القران من تلقاء نفسه كما يتقول الشعراء وكذا كل ما يتكلم ليس منشاؤه الهوى النفسانية بل مستند الى الوحى جلى او خفى وان كان باجتهاد مامور من الله تعالى مقرر من الله عليه فهو ليس عن الهوى البتة."[17]

"یعنی قرآن ہو یا دوسرا ارشاد وہ اپنے میلان نفس سے کچھ نہیں کہتے، مطلب یہ کہ شاعروں کے شعروں کی طرح قرآن انہوں نے خود نہیں بنایا۔ اسی طرح وہ جو کلام کرتے ہیں اپنے میلان نفس کے ماتحت نہیں کرتے وحی جلی (قرآن) ہو یا خفی (احادیث) سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں بلکہ وہ اجتہاد فکری بھی بامر خدا ہوتا ہے۔"

دیگر جمہور مفسرین کی ترجمانی کرتے ہوئے یہی بات حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں بھی لکھی ہے:

"وَما يَنْطِقُ عَنِ الْهَوى أَيْ مَا يَقُولُ قَوْلًا عَنْ هَوًى وَغَرَضٍ إِنْ هُوَ إِلَّاوَحْيٌ يُوحى أَيْ إِنَّمَا يَقُولُ مَا أُمِرَ به يبلغه إلى الناس كاملا موفورا مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَلَا نُقْصَانٍ"[18]

"آپ کا کوئی قول کوئی فرمان اپنے نفس کی خواہش اور ذاتی غرض سے نہیں ہوتا بلکہ جس چیز کی تبلیغ کا آپ کو حکم الٰہی ہوتا ہے آپ اسے ہی زبان سے نکالتے ہیں جو وہاں سے کہا جائے وہی آپ کی زبان سے ادا ہوتا ہے کمی بیشی زیادتی نقصان سے آپ کا کلام پاک ہوتا ہے۔"

جناب پرویز صاحب احادیث نبوی ﷺ کو کوئی حیثیت نہیں دیتے اور جو لوگ حدیث کو حجت مانتے ہیں ان کی وجہ اور علت پرویز صاحب کی نظر میں کچھ یوں ہے وہ مطالب الفرقان میں لکھتے ہیں:

"ہمارے یہاں جب دین مذہب میں بدلا تو یہ عقیدہ وضع ہوا کہ حضور ﷺ اپنی زندگی کے ہر سانس میں نبی تھے، حضور ﷺ کا ہر قول اور ہر عمل اور ہر فیصلہ وحی کی رو سے ہوتا تھا۔"[19]

عجیب بات ہے کہ پرویز صاحب نے حجیت حدیث کو مذہب کے ساتھ جوڑ دیا حالانکہ یہی عمل قرون اولیٰ سے صحابہ کرام کا عمل چلا آ رہا ہے، قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

"مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ‌ ۚ وَمَنۡ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيۡظًا"[20]

"جو رسول کی اطاعت کرے، اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جو (اطاعت سے) منہ پھیر لے تو (اے پیغمبر) ہم نے تمہیں ان پر نگراں بنا کر نہیں بھیجا (کہ تمہیں ان کے عمل کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے)"

اسی طرح حجیت حدیث کے بارے میں بہت ساری احادیث مبارکہ بھی وارد ہوئی ہیں جیسا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ حِفْظَهُ، فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ فَقَالُوا: إِنَّكَ تَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تسمعه مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ. فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال: «اكتب فو الذى نَفْسِي بِيَدِهِ مَا خَرَجَ مِنِّي إِلَّا حَقٌّ"[21]

"حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ سے جو کچھ سنتا تھا اسے حفظ کرنے کے لئے لکھ لیا کرتا تھا پس بعض قریشیوں نے مجھے اس سے روکا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان ہیں کبھی کبھی غصے اور غضب میں بھی کچھ فرما دیا کرتے ہیں چنانچہ میں لکھنے سے رک گیا پھر میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا لکھ لیا کرو اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری زبان سے سوائے حق بات کے اور کوئی کلمہ نہیں نکلتا۔"

اسی طرح مسند احمد کی ایک اور روایت ہے جس میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی قدر ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: فإنك تداعبنا يا رسول الله. فقال: "إني لا أقول إلا حقًا"[22]

"آپ نے فرمایا میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہتا۔ اس پر بعض صحابہ نے کہا حضور ﷺ کبھی کبھی ہم سے خوش طبعی بھی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس وقت بھی میری زبان سے ناحق نہیں نکلتا۔"

یہ اور ان جیسی دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کی تشریعی حیثیت آج سے نہیں روز اول سے مسلم ہے یہ نہ مذہب کی پیداوار ہے اور نہ ہی کسی فرقے اور جماعت کی، ہاں اگر کوئی کسی بات کو ماننے سے انکار کرنے پر تلا ہو تو اسے کیا کہا جا سکتا ہے حدیث کو نہ ماننے کی فرعیات میں سے پرویز صاحب یہ بھی لکھتے ہیں:

1۔ کسی شے کو حرام قرار دینے کا اختیار صرف خدا کو حاصل ہے۔

2۔ خدا کے علاوہ کسی اور کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔[23]

اب ان اہل قرآن اور قرآن کو حجت ماننے والوں کو کوئی کہے کہ آپ حضرات قرآن کو کیسے من و عن مانتے ہو، حالانکہ قرآن کریم کا صریح فرمان ہے:

"اَلَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِىَّ الۡاُمِّىَّ الَّذِىۡ يَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ ۚ يَاۡمُرُهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهٰٮهُمۡ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيۡهِمُ الۡخَبٰۤئِثَ"[24]

"وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو امی نبی ہے جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور برے کام سے روکتا ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔"

یہاں تو قرآن نے تورات اور انجیل کا بھی حوالہ دیا کہ وہاں بھی حجیت حدیث کو تسلیم کیا گیا ہے، اگر یہ براہ راست جمہور مفسرین کی قرآن اور حدیث کی تشریح کو نہیں مانتے تو کم از کم اس آیت کی وجہ سے تو حجیت حدیث کو مان لیں اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کے ہاں تو شرائع من قبلنا حجت ہے تو تورات و انجیل کی گواہی کو ہی مان لیتے مگر افسوس جب ایک دفعہ انکار پر اُتر آئے تو اب ہزار دلائل کے باوجود بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ والی اللہ المشتکی۔

جناب غلام احمد پرویز صاحب طلوع اسلام میں ایک مقام پر اپنے استاد کے حوالے سے لکھتے ہیں:

" اس تکمیل (یعنی: "الیوم اکملت لکم دینکم" کے بعد اب دین میں کیا کمی رہ گئی تھی جو روایتوں سے پوری کی جائے؟ اس لیے روایتوں کی جگہ اپنی تاریخ کی الماری ہے۔" [25]

عجیب بات ہے قرآن کی تفسیر کے لئے پرویز صاحب کی عقلی باتیں تو چل سکتی ہے، اور ان میں اتنی طاقت ہے کہ قرآن کی تفسیر بیان کریں مگر جس ذات پر قرآن نازل ہوا اسے یہ حق نہیں کہ اس کی روایات کو قبول کرکے کلام اللہ کی تفسیر اور تشریح کی جاسکے، پرویز صاحب کی گذشتہ عبارت کے جواب میں محمد دین قاسمی ساحب لکھتے ہیں:

"اس تکمیل قرآن کے بعد اب دین میں کیا کمی رہ گئی تھی جو پرویز کی "مفہوم" اور "مطالب الفرقان" سے پوری کی جائے؟ ان تفسیر نما تحریفوں کی جگہ اب اعتزال و تجہم کی مردود تاریخ کی الماری ہے۔" [26]

دراصل حدیث کا انکار اس وجہ سے ہوا ہے کہ حدیث کے ہوتے ہوئے عقل کی اتنی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ آگے بڑھ جائے، اور قرآن کی تفسیر اور تشریح کو اپنے ہی نہج پر بیان کریں لہٰذا ضرورت اس بات کی ہوئی کہ اس روڑے کو درمیان سے ہی نکال دی جائے اور پھر پرویز صاحب اور ان کے مکتبہ فکر اور عقل پسند حضرات کے لئے راستہ ہموار ہو جائے اور پھر جو اپنے فہم سقیم میں آئے وہ بیان کرے، جبکہ یہی ہوا کہ ان حضرات نے حدیث کو راستے سے ہٹا کر اپنی من مانی تفسیریں کرنی شروع کر دیں۔

غلام احمد پرویز اور دیگر عقلیت پرست حضرات کی صرف اس بات پر تسلی نہیں ہوئی کہ حدیث کا انکار کریں بلکہ انہوں نے جس شخصیت کی زبان پر یہ حدیث جاری ہوئی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ذات کو بھی مشکوک کرنے کی ناکارہ جہد و جہد شروع کردی، رسول سے اسلامی تعلیمات کے مطابق وہ انسان مراد ہے، جس پر اللہ تعالی وحی کا نزول فرماتے ہیں اور وہ وحی کی روشنی میں لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ مگر منکرین حدیث کے نزدیک اس سے مراد مرکز ملت ہے اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان کی اطاعت کو منکرین حدیث غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ غلام احمد پرویز صاحب کا کہنا ہے کہ اطاعت صرف قرآن کی فرض ہے۔ حتی کہ کسی نبی کی اطاعت بھی فرض نہیں اس کی وجہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول تو خود عبد ہیں۔ جیسا کہ عبدہ ورسولہ میں بیان ہوا ہے، انہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

"قرآن کریم تو نبی کا سب سے بڑا مقام رسالت بتاتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا بتاتا ہے۔ وہ جو آپ کے ہاں جیسے کلمہ شہادت کہتے ہیں، کا ٹکڑا عبدہ ورسولہ۔ اس ٹکڑے کی رو سے پہلے آپ کو اس رسول کیلئے عبدہ کہنا پڑتا ہے جس کی رسالت پر ایمان لانے سے آپ مسلمان ہوتے ہیں اور اس رسول کو پہلے عبد اس کا اطاعت گزار ماننا پڑتا ہے۔ تو

اس طرح یہ جو اطاعت ہے یہ جو عبودیت ہے وہ صرف خدا کی ہے۔"[27]

غلام احمد پرویز صاحب کے متبعین میں سے ایک منکر حدیث ڈاکٹر عبدالودود نے "طلوع اسلام نے کیا دیا" کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے رسول کی حیثیت واضح کرتے کہا:

"عملی انتظام کی سہولت کیلئے امت اپنے میں بہتر سے بہترین افراد کو اپنا نمائندہ بنا کر "فیکم رسول" کے سلسلہ کو قائم رکھتی ہے اور یہ کہ رسول کی زندگی کے بعد فیکم رسول سے مراد ملت کی مرکزی اتھارٹی ہے جو رسول کا فریضہ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ادا کرتی ہے۔ اور یہ کہ رسول کے بعد صرف مرکز ملت کو یہ حق حاصل ہے کہ دینی امور میں فیصلہ دے۔"[28]

حالانکہ رسول اور نمائندہ میں فرق یہ ہے کہ رسول کو اللہ تعالی رسول بناتا ہے اور اس پر وحی نازل فرماتا ہے جب کہ مرکز ملت یا امام وقت کو لوگوں نے چنا ہوتا ہے۔ اس لیے کسی بھی غیر نبی کی بات رسول کی حیثیت سے نہیں مانی جاسکتی، کیونکہ اس پر وحی نازل نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ معصوم ہیں۔ اس بنیادی فرق کی وجہ سے "زندہ جانشینوں" کی اطاعت اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ اولی الامر کی اطاعت مشروط ہے، جب کہ اللہ ورسول کی اطاعت غیر مشروط ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا"[29]

"مؤمنو! اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب اختیار ہیں ان کی بھی۔ اگر کسی بات پر تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس کو اللہ تعالی اور رسول کی طرف رجوع کرو، یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل اچھا ہے۔"

اگر اولی الامر کی اطاعت عین اللہ اور رسول کی اطاعت ہوتی تو ان کی اطاعت کو مشروط قرار نہ دیا جاتا اور نہ اولی الامر سے اختلاف کیا جاسکتا جیسا کے اللہ ورسول سے اختلاف نہیں کیا جاسکتا۔ مگر پرویز صاحب اس کی عقلی علت یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کی اطاعت اس وقت کی جاسکتی ہے جب تک وہ زندہ ہوں وصال کے بعد اطاعت رسول کی نہیں بلکہ مرکز ملت (پرویزی رسول) کی کیجائے گی لکھتے ہیں:

"قرآن مجید میں جہاں جہاں اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد امام وقت یعنی مرکز ملت کی اطاعت ہے، جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم امت میں موجود تھے ان کی اطاعت اللہ ورسول کی اطاعت تھی اور آپ کے بعد آپ کے زندہ جانشینوں کی اطاعت اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہو گی اور اطاعت عربی میں کہتے ہیں زندہ کی فرمانبرداری کو"[30]

رسول کی اطاعت بحیثیت رسول کی تھی، نہ کہ امام وقت ہونے کی وجہ سے اللہ و رسول کی اطاعت کو ایک قرار دینے والے اسی بات پر غور نہیں کرتے کہ اگر رسول کی حیثیت امام وقت ہونے کی وجہ سے تھی تو پھر اللہ و رسول کی اطاعت ایک کیونکر ہو سکتی ہے؟ اللہ ورسول کی اطاعت کو ایک قرار دینا اور پھر رسول کی اطاعت کو بحیثیت امام وقت ماننا دو مختلف چیزیں ہیں۔

اللہ ورسول کی اطاعت کو ایک ماننے کی صورت میں اس میں جانشینی اور نیابت نہیں چلتی، لہٰذا اللہ کی اطاعت اور امام وقت کی اطاعت برابر نہیں ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ منکرین حدیث کے نزدیک رسول کو مستقل اور دائمی تشریعی حیثیت حاصل نہیں ہے بلکہ جو شخص بھی مسلمانوں کا خلیفہ ہو وہ مرکز ملت ہے اور اس کو "فیکم الرسول" کا مقام حاصل ہے۔

زندہ کی فرمانبرداری کو اطاعت کہنے والے کی اپنی حیثیت جو کہ منکرین حدیث کے نزدیک ہے وہ امام وقت سے کم نہیں۔ پرویز صاحب کے آنجہانی ہو جانے کے باوجود ان کی اطاعت کی جاتی ہے ان کے اقوال کو اصل اسلام قرار دیا جاتا ہے، جب کہ رسول کی بات آتی ہے تو منکرین حدیث کہتے ہیں رسول چونکہ فوت ہوگئے ہیں، اس لیے اب ان کی اطاعت اور فرمانبرداری ضروری نہیں ہے۔

تقدیر میں عقل پرستی

جیساکہ شروع میں اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ منکرین کے نزدیک عقائد کا زیادہ تر مدار عقل پر ہے اس لئے یہاں عقلیت پسند حضرات نے بہت حدتک عقلی توجیہات کو روا رکھا ہے، عقائد اسلام میں ایک اہم مسئلہ مسئلہ تقدیر ہے اسلامی فرقوں میں تاحال اس مسئلے میں نزاع رہا ہے مگر باوجود نزاع کے کسی نے تقدیر کا انکار نہیں کیا سب اس میں توجیہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں مگر ہمارے برصغیر کے عقلیت پرست لوگوں نے تو تقدیر کا بالکل صریح انکار کردیا، تفسیر مطالب الفرقان میں جناب غلام احمد پرویز صاحب تقدیر کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"قرآن نے ایمان کے پانچ اجزاء بیان کئے ہیں،(ا)ایمان باللہ (2)رسولوں پرایمان (3)آسمانی کتابوں پرایمان (4)فرشتوں پرایمان (5)آخرت پرایمان۔ لیکن ہمارے ہاں ان میں (اپنی طرف سے)ایک اور جزء کا اضافہ کرلیا گیا ہے، یعنی تقدیر پرایمان یعنی معاذاللہ خدا پرایمان کی فہرست میں جو کمی رہ گئی تھی اسے ہم نے پورا کردیا۔"[31]

یہاں اس مذکورہ عبارت میں تو پرویز صاحب تقدیر کے بالکل منکر نظر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایمان میں زیادتی ہے، قرآن کریم میں جہاں جہاں اس مسئلے کی وضاحت ہوئی ہے، جناب غلام احمد پرویز صاحب ان کی کہیں پر تاویل اور کہیں صریح انکار کرتے ہیں، یہاں انہوں نے صرف عقل کو ہی مدنظر رکھا ہے گویا کہ آپ کا نظریہ معتزلہ سے بہت حدتک ملتا جلتا ہے، آپ نے اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے باقاعدہ ایک کتاب "کتاب التقدیر" کے نام سے لکھی ہے، جس میں ایک مقام پر کچھ اس طرح لکھتے ہیں:

> "خدا نے کائنات کو پیدا کرکے ہر چیز کے پیمانے یا قوانین مقرر فرمادیئے ہیں اب وہ خود بھی ان قوانین کا پابند بن گیا ہے ہر عمل کا ایک لازمی نتیجہ ہے جو ان قوانین کے تحت ظہور میں آتا ہے اور ان نتائج کو روکنا یا ختم کرنا اللہ کے قوانین کی خلاف ورزی ہے اس عقیدہ کی رو سے جہاں انسان کو اپنے اعمال کا مختار کل قرار دیا گیا ہے وہاں خدا کی مغفرت اور انبیاء صالحین کی شفاعت کا عقیدہ بھی باطل قرار پاتا ہے۔"[32]

غلام احمد پرویز صاحب نے یہاں نہ صرف مسئلہ تقدیر کو خلط ملط کردیا بلکہ کم عقلی اور کج عقلی کا خمیارہ یہ بھگتنا پڑا کہ اللہ کو مجبور پیش کردیا، شفاعت جو قرآن اور حدیث کا ایک اہم مسئلہ اور عقائد کا ایک اہم باب ہے کا بھی انکار کردیا، اور یہی کرنا ہی تھا کیونکہ جو حل تقدیر کا پرویز صاحب نے پیش کیا (یعنی انسان کو کھلی چھوٹ دی اور اسے مختار کل مانا، انکار مغفرت کی اور انبیاء کی

شفاعت کا انکار بھی کیا) تو اس کا نتیجہ لازمی ایسا ہی نکلنے والا تھا، درحقیقت اسی نتیجے کو حاصل کرنے کے لئے ایسی ہی عقلی توجیہ پیش کردی تاکہ اپنا ہدف حاصل کرسکیں۔

اس کی اصل وجہ اور علت یہ ہے کہ قرآن کریم میں تقدیر کا لفظ صریح استعمال نہیں ہوا ہے اس لئے پرویز صاحب اور دیگر عقلیت پسند حضرات اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں، جہاں تک بات ہے احادیث کی تو احادیث کے وجود کو وہ شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، حالانکہ ایمان بالغیب کے سلسلہ میں مسئلہ تقدیر کی تشریح اور تفسیر نبی کریم ﷺ نے حدیث جبریل میں ہے جو کہ خبر واحد نہیں خبر متواتر یا کم سے کم خبر مشہور ضرور ہے، اس حدیث کے الفاظ کچھ یوں فرمائی ہیں:

"عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِي - صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ - فَجَاءَ رَجُلٌ--- قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَرُسُلِهِ، وَكُتُبِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَالْقَدَرِ"[33]

"عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی (جبریل) آیا۔۔۔اس نے پوچھا ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ایمان یہ ہے کہ آپ یقین رکھو اللہ پر، ملائکہ پر، اس کے رسولوں پر ،کتابوں پر، آخرت کے دن پر اور تقدیر پر۔"

یہاں ہمارا مقصود ان روایات کو جمع کرنا نہیں ہے جو تقدیر کے مسئلے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ تقدیر کے ثبوت کے پیچھے احادیث مبارکہ کا ایک معتدبہ حصہ موجود ہے اور قرآن میں اگرچہ یہ لفظ صریح استعمال نہیں ہوا ہے لیکن بطور اشارہ اس مسئلے کے حوالہ سے قرآن میں بہت کچھ موجود ہے جس سے کبھی بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔

معجزات کا عقلی تجزیہ:

معجزات کے سلسلے میں عقلیت پسند حضرات کے دو گروہ ہیں، پہلا وہ ہے جو ان معجزات کو قبول کرتا ہے اور کچھ کی تاویل اور توجیہ کرتا ہے مگر دوسرا گروہ ان عقلیت پسند حضرات کا ہے جو بالکل کسی معجزے کا قائل نہیں، بلکہ اس کو عقل کے خلاف سمجھتا ہے اس گروہ کے سرخیل برصغیر پاک وہند میں سرسید احمد خان اور اس کے بعد غلام احمد پرویز ہیں، معجزات سے انکار کے سلسلہ میں آپ سرسید کے ہم نوا ہیں اور کوئی بات بھی خلاف عقل اور خلاف فطرت تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں، چنانچہ غلام احمد پرویز صاحب مطالب الفرقان میں لکھتے ہیں:

"نسل انسانی میں جذبات، احساسات، خواہشات، تصورات اور معتقدات انسان کے ابتدائی دور سے متوارث چلے آرہے ہیں، انہی میں عجوبہ پسندی بھی ہے، ابتدائی دور کے انسان کا شعور نیم بیدار یا نیم پختہ تھا اس لئے فطرت کا قانون علت و معلول اس کے سمجھ میں نہیں آتا تھا اس بنا پر وہ فطرت کے ہر مظہر اور کائنات کے ہر حادثہ کو خارق عادت خیال کرتا تھا۔"[34]

اسی مذکورہ اصول کی بنا پر پرویز صاحب نے عقلیت پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے معجزات کا عام اور برملا انکار کرتے ہوئے لکھا:

"آپ ﷺ کو کوئی معجزہ نہیں دیا گیا قرآن کریم سے حضور ﷺ کا کوئی حسی معجزہ ثابت نہیں ہوتا"[35]

پرویز صاحب کی معجزات کے انکار کے لئے مذکورہ عبارات کافی ہیں، انہوں نے تو بس معجزے کا دروازہ ہی بند کر دیا، اب جہاں بھی کوئی معجزہ کا ذکر قرآن کریم میں آئیگا یہ اس کی من مانی تاویل کرکے اس کو رد کریں گے ،جب معجزے کا دروازہ بند ہو گیا تو سمجھو کہ جہاں جو بات خلاف عقل یا عقل کی پہنچ سے دور ہو تو اس کو رد کریں گے ،یہی وجہ ہے کہ جنت ، جہنم ، اور احوال حشر و نشر سب کا انکار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

عیسیٰؑ کے معجزات:

یہ بات سمجھ نہیں آرہی کہ کیوں عقل پرست حضرات کو عیسیٰؑ سے کچھ زیادہ چڑ ہے، یہ بات دیکھی گئی ہے کہ عقلیت پسند لوگ دوسرے انبیاء کے مقابلے میں عیسیٰؑ سے اور اس کے معجزات سے کچھ زیادہ جلتے ہوئے نظر آتے ہیں، یہی روش غلام احمد پرویز نے بھی اپنائی ہے وہ عیسی علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش یعنی بن باپ پیدا ہونے کی نفی کرتے ہے۔[36]

"اگر عیسیٰؑ کی پیدائش حضرت مریم کے بطن سے بن باپ ہوئی تھی تو یہ کس کا معجزہ تھا؟"[37]

یہ قول بہت سے یہود اور نصاری کے سکالرز کا بھی ہے پرویز ان حضرات سے اتنا متاثر ہے کہ شریعت اسلام کی صریح نصوص کو چھوڑ کر استدلال میں عہد نامہ جدید سے نصوص پیش کرتے ہیں، فیا اسفا!

ابن مریم کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا باپ نہیں تھا بلکہ بن باپ کے پیدا ہوئے، کیونکہ قرآن نے حضرت عیسی کو ابن مریم کہہ کر پکارا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ"[38]

"اے ایمان والو! تم اللہ (کے دین) کے مددگار بن جاؤ، اسی طرح جیسے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے حواریوں سے کہا تھا:

"وہ کون ہیں جو اللہ کے واسطے میرے مددگار بنیں؟"

پرویز اس ابن مریم کی توجیہ یہ پیش کرتے ہیں:

"سامی اقوام میں یہ رواج تھا کہ ماں باپ میں سے جو زیادہ مشہور ہو اولاد کی نسبت اس کی طرف کی جاتی تھی"[39]

وہ کہتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام وہارون کے والد کا نام کہیں نہیں آیا ہے، جہاں ضرورت پیش آئی "ام موسی" کہا گیا جیسا کہ اللہ تعالی کا سورہ النمل میں ارشاد گرامی قدر ہے کہ:

"وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى"[40]

"اور ہم نے موسیٰؑ کی والدہ کو وحی کی"

لیکن پرویز شاید اس آیت کے مفہوم کو نہیں سمجھے کہ جس کی نسبت کی جاتی ہے اس سے جہالت کو دور کیا جاتا ہے وہ مجہول ہوتا ہے جبکہ موسی علیہ السلام کی نسبت ماں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ماں کی نسبت موسی کی طرف کی گئی ہے اور مخاطب ام موسی ہیں اور ام موسی ہی نامعلوم ہے نہ کہ موسی علیہ السلام خود، اس آیت میں موسی علیہ السلام کی والدہ کا نام بھی نہیں لیا گیا، گویا ام موسی کا تعارف موسیٰؑ سے کرایا گیا ہے جبکہ عیسی کی والدہ کا صراحتا نام لے کر آپ علیہ السلام کو ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے یہاں تعارف عیسی کا کیا جا رہا ہے کیونکہ لوگ یہی کہتے تھے کہ اس کا باپ کون ہے۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سامی

اقوام کا یہ معمول تھا اور یہ بات رواج میں شامل ہوتی تو باقی انبیاء علیہم السلام میں سے بھی کچھ کا ذکر تو ان کی ماوں کے ذریعہ ہوتا۔ یہ ان کی ماوں کی طرف نسبت ہوتی۔

لیکن قرآن پاک میں سوائے عیسی علیہ السلام کے کسی اور کو ماں سے منسوب نہیں کیا گیا۔ حضرت عیسی علیہ السلام کی والدہ کا تذکرہ بھی قرآن نے باپ سے منسوب کرکے کیا ہے جیسا کہ سورہ التحریم میں ہے:

"وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا"[41]

"اور عمران کی بیٹی مریم جنہوں نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا"

قرآن کی اس آیت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسی علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے فرشتوں نے ان کو ابن مریم سے پکارا تھا۔

انکار جنت و جہنم:

شریعت اسلام کا ایک مسلم عقیدہ ہے کہ جب اس دنیا سے لوگ رخصت ہو کر آخرت میں جائیں گے تو وہاں حشر ہو گا لوگوں کو جزاء وسزاء دی جائے گی، اچھوں کو اس کی اچھائی کے بدلے جنت اور بروں کو ان کی برائی کے بدلے جہنم ملے گی، جنت اور جہنم دنیاوی چیزیں نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق آخرت سے ہے، اور یہ کوئی تمثیلی چیزیں بھی نہیں ہیں بلکہ حقیقت ہے، قرآن اور احادیث مبارکہ میں ان کا بہت تذکرہ ہوا ہے، بطور نمونہ اس کی ایک مثال قرآن کریم کی سورہ المطففین سے پیش خدمت ہے:

"ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ"[42]

"پھر ان کو دوزخ میں داخل ہونا پڑے گا، پھر کہا جائے گا کہ: یہ ہے وہ چیز جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے، خبردار! نیک لوگوں کا اعمال نامہ علیین میں ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ علیین (میں رکھا ہوا اعمال نامہ) کیا چیز ہے؟ وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے، جسے مقرب فرشتے دیکھتے ہیں، یقین جانو کہ نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے، آرام دہ نشستوں پر بیٹھے نظارہ کر رہے ہوں گے، ان کے چہروں پر نعمتوں میں رہنے سے جو رونق آئے گی، تم اسے صاف پہچان لوگے، انہیں ایسی خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مہر لگی ہوگی، اس کی مہر بھی مشک ہی مشک ہوگی۔ اور یہی وہ چیز ہے جس پر للچانے والوں کو بڑھ چڑھ کر للچانا چاہیے"

یہ تو قرآن کی وہ آیات کریمہ ہیں جو اس بات کی شاہد عدل ہیں کہ اس دنیا کے بعد ایک اور جہاں قائم ہوگا اور اس میں جنت اور جہنم بھی ہوں گی اور حقیقی ہوں گی کوئی تمثیلی بات بھی نہیں مگر اس کے برخلاف جناب غلام احمد پرویز صاحب اس کو عقلی تمثیل اور استعارہ قرار دیتے ہیں، جیسا کہ اپنی تفسیر مطالب الفرقان میں رقمطراز ہیں:

"قرآن نے کہا کہ جحیم مضمحل کرنے والی چیز اور پھنسا دینے والی چیز ہے۔ یاد رکھیے جنت اور جہنم کے سلسلے میں یہ سارے بیانات تمثیلی ہیں۔ وہ سچ مچ پیالے میں کچھ نہیں ڈالا ہوا ہوتا، لیکن تمثیلات کے درجے میں قرآن کریم اس پینے والی چیز کو کہتا ہے کہ "ختامہ مسک" اسکے اندر کیا چیز ہوگی، اسے تو چھوڑ دیجئے۔ بادۂ رحیق

کو جو ہم نے مشک سے سر بمہر کیا ہے اس میں کیا چیز ہے؟اس میں وہ شے ہے جس سے جو جتنا آگے جانا چاہے

جاتا جائے، چلتا جائے یہ جنت کی تمثیلی کیفیت ہے" [43]

قرآن کریم میں جہاں لفظ الساعۃ آیا ہے اس سے پرویز صاحب "انقلاب کی گھڑی مراد لیتے ہیں، جیساکہ مطالب الفرقان میں جابجا اس لفظ کے حوالے سے قمطراز ہیں:

''الساعۃ سے مراد انقلاب کی گھڑی ہے جو کہ اس جہاں میں برپا ہوگا۔" [44]

قرآن حدیث اور سلف صالحین کی تفاسیر میں اس تمثیلی کیفیت کی دلیل موجود نہیں، مگر 1400 سال بعد جناب پرویز صاحب اپنی عقلی بصیرت کو قرآن کی بات کہہ کر پیش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایک اخروی جنت ہے اور ایک دنیوی جنت ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"دوسری جنت وہ ہے جو نظام خداوندی کے اتباع سے اسی دنیا میں متشکل ہو جاتی ہے یعنی وہ جنتی معاشرہ جو قرآن کے خطوط کے مطابق قائم ہوتا ہے اس جنت کی تفاصیل اسی دنیا سے متعلق ہیں اور نہ صرف یہ کہ ہماری سمجھ میں آسکتی ہیں، بلکہ ہم خود اس جنت کو پیدا کر سکتے ہیں اور اس کی فضاؤں میں زندگی گزار سکتے ہیں۔ یہ ہے وہ جنت جس میں قرآن نے مردوں کیساتھ عورتوں کا بھی ذکر کیا ہے اور کرنا چاہیے بھی۔ " [45]

بعد از مرگ ملنے والی جنت کو اسی دنیا میں کھینچ لانے کی کوشش نمایاں دکھائی دے رہی ہے۔ اخروی جنت کو بظاہر تسلیم کرنے کے باوجود قرآن کی اس اصطلاح جنت کی تمام صفات کو دنیوی "جنتی معاشرے" پر منطبق کرتے چلے جاتے ہیں۔ البتہ جہاں جہاں اس جنت کا اقرار مصلحتاً کرنا پڑے تو اسے ہلکا سا چھو کر گزر جاتے ہیں۔

شیطان کا تصور پرویز صاحب کے نظر میں:

شیطان اللہ تعالی کی ایک مخصوص مخلوق ہے جو آگ سے پیدا کر دی گئی ہے یعنی اس کا مادہ تخلیق جدا بیان کیا ہے نیز انسانی تخلیق سے اس کی تخلیق کو مقدم قرار دیا ہے۔ ابلیس کے بارے میں قرآن مجید کی نص صریح ہے کہ وہ جنوں میں سے تھا، ارشاد باری تعالی ہے:

"كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ" [46]

"وہ جنات میں سے تھا، تو وہ اپنے پروردگار کے حکم سے باہر ہو گیا۔ کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو؟ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔"

یہاں یہ بھی واضح ہوا کہ ابلیس کی ذریت بھی ہے، نیز وہ انسان کے علاوہ اور مخلوق ہے۔ جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ان کا وجود انسانوں کی تخلیق سے پہلے بھی تھا، ارشاد باری تعالی ہے:

"وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ" [47]

"اور جنات کو اس سے پہلے ہم نے لو کی آگ سے پیدا کیا تھا"

نیز دیکھئے ارشاد باری تعالی ہے:

"وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ" [48]

"اور جنوں کو اس سے بھی پہلے دھوئیں گرم آگ سے پیدا کیا تھا۔"

جبکہ کلام اللہ کے خلاف شیطان اور ابلیس کے بارے میں پرویز صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ اس کا علیحدہ کوئی وجود نہیں ہے بلکہ یہ تو انسان کے اندرونی شریر کیفیات کا نام ہے، مطالب الفرقان میں لکھتے ہیں:

"قرآن جسے شیطان یا ابلیس کہتا ہے وہ تو انسان کے اپنے ہی سرکش جذبات کا نام ہے۔"[49]

غلام احمد پرویز صاحب کہتے ہیں کہ میں قرآن کو مانتا ہوں اور حدیث کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے کرتا ہوں، یہاں ہم پرویز صاحب کے اس قول کا تجزیہ قرآن کریم ہی کی نگاہ سے کرتے ہیں، کہ وہ قرآن کی اتباع کتنی کرتے ہیں سورہ ص میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ"[50]

"اور بولا کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔"

اگر انسان کے علاوہ ابلیس کا علیحدہ وجود نہیں ہے تو اس نے اللہ تعالی سے کیونکر بحث و تکرار کی اور اپنے آپ کو افضل قرار دیا، اگر صرف سرکش جذبات کو ابلیس کہا جاتا ہے تو سرکش جذبات کے تکبر کرنے اور سرکشی اختیار کرنے کے چہ معنی دارد؟

جن کو اگر سرکش جذبات کا نام دیا جائے تو تصریف آیات اور تفسیر القرآن بالقرآن کے مطابق سرکش جذبات نیک بھی ہوتے ہیں اور مسلمان بھی ہوتے ہیں جب کہ بعض سرکش جذبات بد اور ظالم بھی ہوتے ہیں کیونکہ قرآن مجید جنوں کے بارے میں کہتا ہے:

"وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ"[51]

"اور یہ کہ ہم میں بعض فرمانبردار ہیں اور بعض (نافرمان) گنہگار ہیں۔"

سرکش جذبات ہونے کی حیثیت سے نیک اور فرمانبردار کیونکر ہو سکتے ہیں؟ اگر ایسا ہو جائے تو سرکش جذبات کا وجود تو ختم ہو گیا!! ابلیس یا شیطان سے اگر سرکش جذبات مراد لیے جائیں تو اس طرح قرآن مجید میں تضاد پیدا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید ہر قسم کے تضادات سے پاک ہے۔ یہ اسی صورت میں ہی ممکن ہے جب صرف ایک آیت میں ایک لفظ کو دیکھ کر اس کی تفسیر و تاویل کی جرات نہ کی جائے بلکہ قرآن مجید کی مجموعی تعلیم کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا جائے اور کسی لفظ کا معنی و مراد متعین کرتے وقت اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ ایک جگہ کسی لفظ کا جو معنی مراد لیا گیا ہو وہ قرآن کے کسی دوسرے مقام کے منافی نہ ہو۔

نتائج البحث:

1. غلام احمد پرویز کی تفسیر جمہور امت کے متفقہ اصولوں کے برخلاف ہے۔
2. قرآن کی تفسیر میں تفسیر بالرائے کا ارتکاب کرتے ہوئے تفسیر بالماثور کے خلاف تفسیر کی۔
3. غلام احمد پرویزی اور ان کے حاملین کے لئے قرآن کریم کی فہم میں شان نزول کو وہ حیثیت حاصل نہیں جو جمہور امت مسلمہ چودہ صدیوں سے دیتی آئی ہے۔
4. عقل کے محدود دائرہ کار سے نکال کر عقل کا دائرہ کار ممنوع حد تک وسیع کیا ہے۔

5. تفسیر قرآن میں اس کے خارجی عوامل کو نظر انداز کرکے محض عقل کی بناء پر تفہیم قرآن کے مدعی ہیں۔
6. جمہور کے مسلمہ اصول تفسیر اور قواعد سے عقل کی بناء پر انحراف کیا جاتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

[1] چوہدری، غلام احمد پرویز، شاہکار رسالت، لاہور، طلوع اسلام ٹرسٹ، طبع ہفتم، 1999ء، ص:27

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Shāhkār Risālat, (Nāshir: Ṭulū' trust, Lahore, 1999ac), P:27

[2] قاسمی، محمد دین، تفسیر مطالب الفرقان کا علمی و تحقیقی جائزہ، لاہور، ادارہ المعارف الاسلامی، ج:1، ص:190

Qāsmī, Muḥmmad Dīn, Tafsīr Maṭālib al Furqān Kā 'Ilmī wa Taḥqīqī Jā,izah, (Nāshir: Idārah al Ma'ārif al Islāmī, Lahore), Vol:1, P:190

[3] قاضی، محمد حبیب الرحمان، برصغیر (پاک وہند) میں قرآن فہمی اور تفسیری خدمات کا علمی اور تنقیدی جائزہ، پشاور، شعبہ علوم اسلامیہ پشاور یونیورسٹی، 2005ء، ص:524

Qāḍī, Muḥmmad Ḥabīb al Raḥmān, Bar Ṣaghīr (Pāk wa Hind) Mayn Qurān Fahmī Awar Tafsīrī Khidmāt Kā 'Ilmī Awar Tanqīdī Jā,izah, (Nāshir: Department of Islamic Studies, University of Peshawar, 2005ac), P:254

[4] ماہنامہ طلوع اسلام، نومبر، 1973، ص:20

Māhnāmah Ṭulū' Islām, November, 1973ac, P:20

[5] مفتی ولی حسن ٹونکی، فتنہ انکار حدیث، کراچی، طبع دسمبر 2006ء

Muftī Walī Ḥasan Tūnkī, fitnah Inkār Ḥadīth, Karachi, December, 2006ac

[6] ایضا: اپریل، 1985 ص:7

Ibid, April, 1985ac, P:7

[7] چوہدری، غلام احمد پرویز، ماہنامہ طلوع اسلام، فروری 1985ء، ص:7

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Ṭulū' Islām, February, 1985, P:7

[8] چوہدری، غلام احمد پرویز، مطالب الفرقان، لاہور، ادارہ طلوع اسلام، 2003، ج:6، ص:33، 34، 35

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Maṭālib al Furqān, Idārah Ṭulū' Islām, 2003ac), Vol:6, P:33, 34, 35

[9] چوہدری، غلام، محمد پرویز، معارف القرآن، نئی دہلی، ادارہ طلوع اسلام، 1999ء، ج:1 ص:37

Chūdrī, Ghulām Muḥmmad Parwayz, Ma'ārif al Qurān, (Nāshir: Idārah Ṭulū' Islām, Dihlī, 1999ac), Vol:1, P:37

[10] ایضا: 139

Ibid, 139

[11] ایضا

Ibid

[12] ایضا

Ibid

[13] چوہدری، غلام، محمد پرویز، معارف القرآن، ج:1، ص:37

Chūdrī, Ghulām Muḥmmad Parwayz, Ma'ārif al Qurān, Vol:1, P:37

[14] چوہدری، غلام احمد پرویز، لغات القرآن، لاہور، طلوع اسلام ٹرسٹ، ص:1613

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Lughāt al Qurān, (Nāshir: Ṭulū' Islām trust, Lahore), P:1613

[15] چوہدری غلام احمد پرویز، مطالب الفرقان، 6ص:203

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Maṭālib al Furqān, Vol:6, P:203

[16] النجم، الآیہ:3،4

Al Najm, Al Āyah: 3, 4

[17] مظہری، پانی پتی قاضی ثناء اللہ، تفسیر مظہری، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، س ن، ج:9ص:104

Maẓharī, Pānī Pattī Qāḍī Thanā, Allāh, Tafsīr Maẓharī, (Nāshir: Maktabah Rashīdiyah), Vol:9, P:104

[18] ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، بیروت، مکتبہ العلمیہ، 1422ھ، ج: 4ص:711

Ibn Kathīr, Ismā'īl bin Kathīr, Tafsīr al Qurān al 'Aẓīm, (Nāshir: Maktabah al 'Ilmiyyah, Bayrūt, 1422ah), Vol:4, P:711

[19] چوہدری غلام احمد پرویز، مطالب الفرقان، ج:6ص:203

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Maṭālib al Furqān, Vol:6, P:203

[20] النساء، الآیہ: 80

Al Nisā,, Al Āyah: 80

[21] شیبانی، احمد بن حنبل، مسند احمد، قاہرہ، دار الحدیث، طبع اول، 1995ء، ح:6510، ج:6ص:69

Shaybānī, Aḥmad bin Ḥambal, Musnad Aḥmad, (Nāshir: Dār al Ḥadīth, Caira, 1995ac), Ḥadīth No: 6510, Vol:6, P:69

[22] شیبانی، احمد بن حنبل، مسند احمد، صحیفہ ھمام بن منبہ، ح:8462، ج:8ص:326

Shaybānī, Aḥmad bin Ḥambal, Musnad Aḥmad, Ḥadīth No: 8462, Vol:8, P:326

[23] چوہدری غلام احمد پرویز، مطالب الفرقان، ج:6ص:203

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Maṭālib al Furqān, Vol:6, P:203

[24] الاعراف، الآیہ:157

Al A'rāf Al Āyah: 157

[25] چوہدری غلام احمد پرویز، طلوع اسلام، ستمبر 1955ء، ص:126

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Ṭulū' Islām, September, 1955ac, P:126

[26] قاسمی، محمد دین، تفسیر مطالب الفرقان کا علمی و تحقیقی جائزہ، ج:2ص:89

Qāsmī, Tafsīr Maṭālib al Furqān Kā 'Ilmī wa Taḥqīqī Jā,izah, Vol:2, P:89

27 چوہدری، غلام احمد پرویز، مطالب الفرقان، ج:4ص:276

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Maṭālib al Furqān, Vol:4, P:276

28 چوہدری غلام احمد پرویز، طلوع اسلام، جون1959، ص:67

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Ṭulū' Islām, June, 1959ac), P:67

29 النساء، الآیہ:59

Al Nisa Ṭulū' Islām,u Ṭulū' Islām,, Al Āyah: 59

30 چوہدری، غلام محمد پرویز، مقام حدیث، ص:1551

Chūdrī, Ghulām Muḥmmad Parwayz, Maqām Ḥadīth, P:1551

31 چوہدری غلام احمد پرویز، مطالب الفرقان، 4ص:425

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Maṭālib al Furqān, Vol:4, P:425

32 چوہدری، غلام احمد پرویز، کتاب التقدیر، 70

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Kitāb al Taqdīr, P:70

33 ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، ابواب السنہ، بَابٌ فِی الْإِیمَانِ، ح:63، بیروت دار الرسالۃ العالمیۃ، الطبعۃ: الأولی، 1430ھ -- 2009ء، ج:1ص:44

Ibn Mājah, Muḥmmad bin Yazīd, Al Sunan, (Nāshir: Dār al Risālah al 'Ālamiyyah, 1430ah), Ḥadīth No: 63, Vol:1, P:44

34 چوہدری غلام احمد پرویز، مطالب الفرقان، ج:4ص:23

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Maṭālib al Furqān, Vol:4, P:23

35 ایضا

Ibid

36 غلام احمد پرویز، معراج انسانیت، لاہور، ادارہ طلوع اسلام، طبع ہفتم، 2002ء، ص:703

Ghulām Aḥmad Parwayz, Mi'rāj Insāniyyat, (Nāshir: Idārah Ṭulū' Islām, Lahore, 2002ac), P:703

37 چوہدری غلام احمد پرویز، مطالب الفرقان: ج:4، ص:73

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Maṭālib al Furqān, Vol:4, P:73

38 الصّف، الآیہ:14

Al Ṣaf, Al Āyah: 14

39 چوہدری غلام احمد پرویز، مطالب الفرقان، ج:2ص:92

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Maṭālib al Furqān, Vol:2, P:92

40 القصص، الآیہ:7

Al Qaṣaṣ, Al Āyah: 7

41 التحریم، الآیہ:12

Al taḥrīm, Al Āyah: 12

42 المطففین، الآیہ:16-25

Al Muṭaffifīn, Al Āyah: 16-25

43 چوہدری غلام احمد پرویز، مطالب الفرقان، ج:4، ص:356

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Maṭālib al Furqān, Vol:4, P: 356

[44] چوہدری غلام احمد پرویز، مطالب الفرقان ص:425

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Maṭālib al Furqān, Vol:4, P: 425

[45] چوہدری غلام احمد پرویز، طاہرہ کے نام خطوط، لاہور، ادارہ طلوع اسلام، طبع ہشتم، 2001ء، ص:۴۳

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Ṭāhirah Kay Nām Khuṭūṭ, (Nāshir: Idārah Ṭulū' Islām, 2001ac), P:43

[46] الکہف، الآیہ:50

Al Kahf, Al Āyah: 50

[47] الحجر، الآیہ:48

Al Ḥijr, Al Āyah: 48

[48] الرحمٰن، الآیہ:15

Al Raḥmān, Al Āyah: 15

[49] چوہدری غلام احمد پرویز، مطالب الفرقان، ج:4، ص:420

Chūdrī, Ghulām Aḥmad Parwayz, Maṭālib al Furqān, Vol:4, P:420

[50] ص، الآیہ:76

Ṣād, Al Āyah: 76

[51] الجن، الآیہ:14

Al Jin, Al Āyah: 14